Research Journal
Tahqeeqat
جلد:4، شمارہ:2، 2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

فردوس انور قاضی کے ناول ”خواب کہانی“ کا تحقیق جائزہ

Reaserch Review of Dr. Firdous Anwar Qazi's Novel ''Khawab Kahani''

Sobia Kiran
Ph. D Scholar, University of Sindh, Jamshoro

ثوبیہ کرن
پی ایچ-ڈی اسکالر، یونیورسٹی آف سندھ، جام شورو

Dr. Attique Ahmed Jilani
Porf. (R) Urdu Department, University of Sindh, Jamshoro

ڈاکٹر عتیق احمد جیلانی
پروفیسر (ر) شعبہ ٔاردو، یونیورسٹی آف سندھ، جام شورو

Abstract

Dr. Firdous Anwar Qazi is known as a reliable reference in the fiction and non fictional field of Urdu literature. She gained fame primarily as a fiction writer, but her research and critical articles also needs no introduction. She has also emerged as a novelist. Her novel "Khawab Kahani" is a novel based on political, ideological and social themes, which simultaneously includes different literary trends. All the elements of a good novel are intgrated in such a way that it be come a complete Unit. The purpose of life is explained in the novel and intellectual and creative energy is spent for betterment of the younger generation. Due to the deep thoughts of the subject n the novel of Dr. Firdous, the uniqueners of the charaeters, the simplicity of the narrations, the trends of realism and the beauty of naturalism made her novel stand out in the literature.This article will present a research review of the novel, highlighting its importance and Uniqueness.

Keywords: *Novel, Fiction, Research, Critic, Style, Realism, Naturalism, Society, Patriotism, Motivational*

کلیدی الفاظ: ناول، افسانوی ادب، تحقیق، نقاد، اسلوب، حقیقت پسندی، فطرت نگاری، معاشرہ، حب الوطنی، اصلاحی

ڈاکٹر فردوس انور قاضی ایک ہمہ جہت شخصیت کی مالک ہیں۔ آپ نے ادب کی مختلف اصناف پر کام کیا۔ اس میں افسانہ نگاری، ناول نگاری، ڈرامہ نویسی، مضمون نگاری، تحقیق و تنقید، تبصرے اور کالم نویسی کے ساتھ شاعری بھی شامل ہے۔ تاہم آپ کی وجہ شہرت افسانہ نگاری ہے۔ زیر بحث موضوع ان کی ناول نگاری پر مبنی ہے۔ اس مضمون میں ان کے ناول کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

اُردو ناول نگاری اور اس کے پس منظر کا ذکر کیا جائے تو ناول کی صنف انگریزی ادب سے اردو میں آئی۔ انگریزی میں قصہ نگاری کو ناول کا نام اس لیے دیا گیا کہ اس کا ہر انداز داستان یا قصے کہانیوں کے مقابلے میں منفرد اور نیا تھا۔ ناول میں عام طور سے ایسا قصہ بیان کیا جاتا ہے جو فنی تسلسل کے ساتھ زندگی کی ترجمانی کرتا ہے۔(۱)

ناول عموماً رومانی، نفسیاتی، سماجی، معاشرتی، سیاسی، تاریخی، نظریاتی اور اصلاحی موضوع پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اردو ناول نگاری کی تاریخ اندازاً سو سال سے زیادہ پرانی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ خواتین نے مردوں کے بعد اس میدان میں قدم رکھا۔ خواتین کی ناول نگاری کی ابتدا انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ہوئی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں جب عام ہندوستانی مسلمانوں کی تہذیبی، سیاسی، سماجی اور تعلیمی حالت زوال پذیر خواتین کی سماج میں حیثیت مردوں کے مقابلے میں ثانوی تھی۔

سیاسی تحریکوں اور نئی تعلیم کے اثر سے معاشرتی زندگی میں تبدیلی آنا شروع ہوئی اور سیاسی و سماجی مقاصد کو حاصل کرنے اور عام معاشرتی زندگی میں مثبت تبدیلیاں لانے کی غرض سے ادب کو بہ طور آلہ ءکار استعمال کرنے کا رجحان عام ہوا۔ بیسویں صدی کی ابتدائی دو دہائیوں میں تعلیم یافتہ

خواتین کا ایک ایسا طبقہ اُبھر کر سامنے آیا جس نے خواتین پر ہونے والے ظلم اور ناانصافیوں کے خلاف آواز اُٹھائی۔ خواتین ناول نگار میں رشیدۃ النساء کا ناول "اصلاحِ النساء" سب سے پہلا ناول ثابت ہوا۔ اس کے بعد متعدد خواتین کے ناول منظر عام پر آئے جنھوں نے خالص ادبی، اخلاقی اور سماجی ناول لکھے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد ہندوستان کے مقابلے میں پاکستان میں ناول نگاری کے فن نے زیادہ ترقی کی اور ایک بڑی تعداد خواتین ناول نگاروں کی سامنے آئی۔ زیادہ تر ناول حقیقت پسندی کا رجحان لیے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ خواتین ناول نگاروں کے ناولوں میں ایک بڑی خصوصیت ماحول کی اور سماجی وتہذیبی زندگی کی پیش کش ہے۔

زبان وبیان کی لحاظ سے ان ناولوں میں سادہ اور گھریلو انداز اپنایا گیا۔ خواتین ناول نگاروں نے ایک طرف خالص ادبی یا سنجیدہ ناول لکھ کر اردو کو وقار بخشا تو دوسری طرف تفریحی ناول لکھ کر عوام کی دل چسپی کا سامان بھی مہیا کیا۔ خواتین کے زیادہ تر سماجی، اخلاقی اور رومانی ناول لکھے تاریخی ناول نگاری کی ابتدا عبدالحلیم شرر سے ہوئی لیکن خواتین کے مقابلے میں مردوں نے ہی تاریخی ناول لکھے۔

خواتین میں قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی اور جمیلہ ہاشمی کے ناولوں میں سماجی تاریخ ایک جزو کی صورت میں سامنے آئی ہے۔ جمیلہ ہاشمی کا ناول "تلاش بہاراں" تحریک آزادی، فرقہ وارانہ فسادات اور سماجی ناانصافیوں پر مشتمل کسی حد تک تاریخی ناول ہے۔ آدم جی ایوارڈ کا حامل یہ ناول فنی تکنیکی اور فکری گہرائی نہ ہونے کی وجہ سے مقبول عام نہ ہو سکا۔(۲)

ڈاکٹر فردوس انور قاضی نے ناول نگاری کا آغاز ۱۹۸۰ء کی دہائی میں کیا۔ "خوابوں کی بستی" کے عنوان سے انھوں نے اپنا پہلا ناول ۱۹۸۸ء میں لکھا۔

ناول "خوابوں کی بستی" مکمل طور پر ایک سیاسی ناول تھا۔ جس میں ملکی سیاست کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ ایک مخصوص طبقے کے سیاسی نظریات اور سیاسی معاملات، تحریک اور منشور کو واضح کیا گیا تھا۔ جس دور میں یہ ناول تحریر ہوا اس وقت ملک کی سیاسی صورت حال بہت مختلف تھی، جس کی عکاسی اس ناول میں موجود ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ جب بہت سی سیاسی جماعتیں ماضی کا حصّہ بن گئیں، تحریکیں اپنے مقاصد سے پیچھے ہٹ گئیں یا ملک میں رائج نظام کی بھینٹ چڑھ گئیں تو اس ناول کی کہانی جو کہ اپنے دور کے مخصوص سیاسی حالات وواقعات کی عکاس تھی مگر گزرتے وقت کے ساتھ اس میں تبدیلی کی ضرورت مصنفہ نے محسوس کی اور ۵۲۴ صفحات پر مشتمل ناول کی کہانی، اس کے کرداروں اور سیاسی منظر نامے کو از سر نو ترتیب دیا اور کہانی کے ساتھ ساتھ کردار اور واقعات اور منظر نامے بھی وقت اور حالات کے مطابق تبدیل کر کے "خواب کہانی" کا عنوان دیا۔ یہ ناول ۲۰۲۱ء میں شائع ہوا۔ "خوابوں کی بستی" پاکستان میں ۸۰ اور ۹۰ کی دہائی کے مخصوص سیاسی نظریات کے حامل ان افراد کی نمائندگی کرتا ہے جو ہجرت کا دُکھ سہہ چکے تھے۔

۶۵۶ صفحات پر مشتمل "خواب کہانی" دراصل آزادی کے خواب کی کہانی ہے۔ کہانی کے پس منظر میں تحریک آزادی، خواب اور خیال کی صورت میں بار بار آئی ہے آزادی کے لیے جدوجہد، قربانیاں اور آزاد فضا میں سانس لینے کی خواہش میں تحریک آزادی میں شامل لوگوں کا جوش وولولہ، لیڈروں کی پرجوش تقاریر، عوام کا ہجوم جو دیوانہ وار آزادی کے لیے کوشاں ہے، مختصر مگر جامع انداز میں تحریک آزادی کا پس منظر ناول میں اس لیے بیان کیا گیا ہے کیوں کہ ناول کی کہانی جن مرکزی کرداروں کے گرد گھومتی ہے ان کا تعلق ہجرت کر کے آنے والے گھرانوں سے ہے۔

فردوس انور قاضی نے اپنے پہلے ناول کے نمایاں سیاسی رنگ کو تبدیل کر کے سماجی اور اصلاحی پہلو کو اُجاگر کیا اور کسی خاص نظریے تک محدود رہنے نہیں دیا۔ بلکہ اجتماعی طور پر ایک ایسے نظام کی نشان دہی کی جس میں انسانیت ہے، خودداری ہے، حب الوطنی ہے۔ صحیح اور غلط کی تمیز کو واضح کیا ہے۔ معاشرے کی اصلاح کی کوشش کی ہے مثبت طرز زندگی کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ علم وعمل پر اُکسایا ہے۔ درحقیقت "خواب کہانی" کے

عنوان سے منظر عام پر آنے والا ناول "خوابوں کی بستی" کا ہی تسلسل ہے۔ "خواب کہانی" کے سیاسی نظریات کسی مخصوص طبقہ کی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ اس ناول میں ایک مضبوط رہنما کے ساتھ ایسا سیاسی نظام کا ڈھانچہ پیش کیا ہے جو کسی بھی قوم کی ترقی میں معاون ہو سکتا ہے۔

ناول "خواب کہانی" میں آزادیِ پاکستان اور ہجرت کے واقعات پس منظر میں پیش کیے گئے ہیں۔ قیامِ پاکستان سے قبل اور موجودہ وقت کے زمینی حقائق اور حالات کا ذکر اس ناول کو تاریخ سے قریب کرتا ہے۔ قیامِ پاکستان سے قبل مسلمانوں کا اپنے حق کے لیے آواز اٹھانے کا جذبہ اور آزادی کے لیے ہر ممکن قربانی دینے کا جذبہ بھی ناول کے پس منظر میں شامل ہے۔

اس ناول میں متوسط طبقے کے لوگوں کی نمائندگی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان بالخصوص صوبہ سندھ کے سیاسی اور سماجی ماحول، سیاست دانوں اور جاگیر داروں کی ریشہ دوانیوں کا مفصل احوال بھی اس ناول میں شامل ہے۔ کہانی میں سندھ کی سیاسی صورت حال کی مکمل تصویر کشی کی گئی ہے اور سندھ میں پیدا ہونے والے لسانی تعصب اور ان کے اثرات پر کھل کر بحث کی گئی ہے لیکن سیاسی حالات کے منفی اثرات کو پیش کرتے ہوئے مصنفہ نے غیر جانب داری کا مظاہرہ کیا ہے جس کا واضح ثبوت ناول کے مثبت کرداروں کا ہونا بھی ہے۔ کہانی میں ایک وقت میں اگر جاگیر داروں کی غنڈہ گردی اور سیاسی اثر رسوخ کا ذکر ہے تو دوسری طرف انھی جاگیر داروں کے زیرِ اثر غریب، سادہ، مخلص اور محبِ وطن لوگ بھی نظر انداز نہیں کیے بلکہ ان کی شخصیت کے مثبت پہلوؤں کو سامنے لایا گیا ہے۔

ناول میں جگہ جگہ معاشرتی ناہمواریوں اور بدعنوانیوں سے جنم لینے والے مسائل کا ذکر اس کو حقیقت سے قریب کر دیتا ہے۔ ناول صرف سیاسی نہیں بلکہ سماجی اور معاشرتی بھی ہے، چوں کہ اس ناول کے مرکزی کرداروں کا تعلق یونیورسٹی سے دکھایا گیا ہے لہٰذا یونیورسٹی کے ماحول کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ تعلیمی اداروں میں موجود سیاست کی وجہ سے ہونے والے علمی مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے۔ معاشرے میں طبقاتی تفریق کے منفی اثرات اور معاشرتی زوال کے اسباب بیان کیے ہیں۔

ملک کی سیاسی صورت حال میں ہونے والے تصادم، بم دھماکے، فائرنگ کے واقعات اور جاگیر دارانہ سیاست کی غنڈہ گردی کا بغیر خوف کے اظہار کیا گیا ہے۔ اس ناول میں کردار اور واقعات اگرچہ فرضی ہیں لیکن ملک میں ہونے والے سیاسی پارٹیوں اور کارکنوں کے حقیقی واقعات کو کہانی کا حصّہ بنایا گیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ ناول داستان ہے ایک خطے کے سیاسی و سماجی منظرنامے کی تو غلط نہ ہو گا۔ ممکن ہے بہت سے قاریوں کی سیاسی اور نظریاتی وابستگی مختلف ہو مگر رونما ہونے والے واقعات اور محرکات تاریخ کا حصّہ ہوتے ہیں جو کسی ایک کے لیے سود مند اور کسی دوسرے کے لیے آزمائش بھی ہوتے ہیں۔

ناول کا فنی جائزہ لیا جائے تو مرکزی خیال کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ مرکزی خیال کو مدِ نظر رکھ کر ناول نگار واقعات کا انتخاب کرتا ہے۔ کرداروں کی تخلیق کرتا ہے اور ناول کے دیگر اجزائے ترکیبی سے کام لیتا ہے۔ ناول کے جملہ واقعات و کردار اس مرکزی خیال کے تابع ہوتے ہیں۔ ناول میں اس کی حیثیت جسم میں روح کی مانند ہے۔(۳)

بہ طور مثال کہا جا سکتا ہے کہ فردوس انور قاضی کی "خواب کہانی" اور "خوابوں کی بستی" کا مرکزی خیال ہجرت کے بعد پیش آنے والے مسائل کو ذہن میں رکھ کر تخلیق کیا گیا ہے معاشرتی سطح پر پھیلی ہوئی بدعنوانیوں کے خلاف اعلان جنگ ہے لیکن مثبت طریقہ اپناتے ہوئے معاشرتی اور سماجی مسائل کا حل اور اصلاحِ معاشرہ بھی ناول کے مرکزی خیال میں شامل ہے۔

ناول میں کوئی واقعہ، حادثہ یا موضوع جو کہانی لکھنے پر آمادہ کر دے، قصّہ یا کہانی کہلاتا ہے۔ قصہ کے لیے دل چسپی کا برقرار رکھنا ضروری ہے۔ مرکزی خیال کو پیش کرنے کے لیے ناول نگار کہانی کا سہارا لیتا ہے، ناول میں کہانی کو اساسی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔(۴)

فردوس انور قاضی کے دونوں ناولوں میں مرکزی طور پر موجود کہانی کے ساتھ ساتھ ذیلی کہانیاں بھی ناول کے تاثر کو بہتر کرتی نظر آتی ہیں۔ ناول کی مرکزی کہانی اور ذیلی کہانیاں با مقصد ہیں اور کرداروں کے ساتھ پیش آنے والے زندگی کے واقعات کو واضح انداز سے کہانی میں پیش کیا ہے۔

نفسِ موضوع کے اعتبار سے پلاٹ کہانی کا ہی ایک جز ہے۔ کہانی سے الگ اس کا کوئی تصور ممکن نہیں۔ لیکن فنی نقطۂ نظر سے اس کی منفرد حیثیت ہے کہانی اگر قصہ کی بنیاد ہے تو پلاٹ اس کی تزئین و آرائش ہے، مجموعی طور سے سب سے بہتر پلاٹ وہ ہی سمجھا جاتا ہے جو اپنے موضوع اور مواد سے ہم آہنگ ہو اور فن کارانہ بصیرت کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہو اور اس کی تعمیر میں اتحاد، توازن تاثر حسن اور ہیت کا خیال رکھا گیا ہو۔(۵)

ناول "خواب کہانی" کا پلاٹ، مرکزی خیال اور کہانی کو عمدگی سے پیش کرنے کی بنیاد ہے۔ ناول کا پلاٹ ابتدا سے ہی قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے۔ ناول کے ابتدائی حصے میں موجود کہانی، ماضی کے جھروکوں اور پس منظر کے بیان سے گزرتی ہے۔ رحمان صاحب کا کردار اور ان کے ذریعے ماضی میں پیش آنے والے واقعات اور ساتھ ہی مستقبل کے مسحور کن خوابوں کا ذکر کہانی کے بہتر آغاز اور تجسس کو سامنے لاتے ہیں۔ کسی بھی کہانی کی بہتری کا اندازہ آغاز سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے۔ "خواب کہانی" کے پلاٹ کا ابتدائی حصہ کرداروں اور کہانی کے آغاز کی بہتر تفہیم کرتا نظر آتا ہے۔ رحمان صاحب کا گھرانہ اور ان کے معاملات زندگی ہوں یا جامعات میں موجود طلبہ و طالبات کے مسائل اور سیاسی صورتِ حال رباب اور عادل کا رومانوی تعلق ہو یا حسن اور اختر کی عادل اور علی کے ساتھ دوستی اور مشترکہ جدوجہد، نغمی کے کردار کی جذباتیت غرض "خواب کہانی" میں موجود مقصد کو فنی اور تکنیکی انداز میں عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ناول کا پلاٹ بہترین پلاٹ کہا جاسکتا ہے۔

کتاب "اقبال، فیض اور ہم" کے مصنف پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیق خان "خواب کہانی" کے پلاٹ کے لیے لکھتے ہیں:

> "اب آیئے تصنیف کے پلاٹ یعنی ہیت کی طرف۔ کہانی ابتدا سے لے کر انتہا تک یوں لگتی ہے جیسے کسی معمار نے اینٹ سے اینٹ جوڑ کر بڑے سلیقے سے عمارت کھڑی کی ہو یا کسی ذرگر نے کڑی سے کڑی ملا کر کوئی گلوبند یا گلے کا ہار تیار کیا ہو۔"(۶)

"خواب کہانی" کے برعکس "خوابوں کی بستی" کا پلاٹ کمزور ہے۔ ناول کے درمیان میں آنے والے سیاسی معاملات کہانی کے تسلسل اور تعلق کو برقرار نہیں رکھ پاتے۔

ناول کی ادبی اہمیت اس کی کردار نگاری پر منحصر ہے اور اگر کوئی ناول نگار، کردار نگاری کی قوت نہیں رکھتا تو وہ صحیح معنی میں ناول نگار کہلائے جانے کے لائق نہیں ہے۔ ناول میں کردار انسانی جبلت کا آئینہ ہوتے ہیں اور اخلاقی اور ذہنی صفات کے علاوہ افتادِ طبع کی بدولت قاری کی رائے کا تعین کرتے ہیں۔(۷)

"خوابوں کی بستی" کے کرداروں میں جذباتیت کا عنصر زیادہ ہے، وہ مقصد کے حصول کے لیے پُرجوش ہیں لیکن اکثر مقامات پر کرداروں کے مابین پرمایوس کن گفتگو بڑے مقصد کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور کہانی کا تاثر مجروح ہوتا ہے۔

"خواب کہانی" کے کردار جان دار ہیں، زندگی سے بھرپور اپنے مقصد کے حصول کے لیے متحرک اور کوشاں۔ اس ناول میں مرکزی کرداروں کے ساتھ ساتھ دوسرے کردار بھی متاثر کن ہیں ناول میں موجود مقصدیت کو پیش کرنے کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، عادل، حسن، اختر، رباب، علی مل کر ایک تحریک کی بنیاد ڈالتے ہیں اس مرحلے میں ساتھ دینے والے اور رکاوٹ کھڑی کرنے والے کردار بھی اگرچہ مختصر مدت کے لیے آئے ہیں لیکن قاری پر بھرپور تاثر چھوڑ کر جاتے ہیں۔ "خواب کہانی" میں جو اصلاحی پہلو ہے اس کی بنیاد بھی ایسے کردار ہیں جو عمل و کردار کے ذریعے اصلاح کا لاشعوری پیغام دے جاتے ہیں۔

فردوس انور قاضی کے ناول میں بھی کہانی اکثر مقامات پر کرداروں کے مابین گفتگو سے آگے بڑھتی ہے۔ کہیں کہیں خود کلامی اور ماضی کی سوچوں کا تسلسل کہانی کے پس منظر کو واضح کرتا ہے۔ مختلف کردار مختلف صفات کے ساتھ سامنے آتے ہیں اور ان کی عملی کوششیں اور مزاج بہ یک وقت قاری کو ناول کی گرفت میں لے لیتے ہیں۔

ناول میں کردار کے جذبات، خیالات، احساسات اور خواہشات کی ترجمانی مکالموں سے ہوتی ہے۔ بلکہ یہ پلاٹ کے ارتقا میں بھی مکالمہ مدد دیتا ہے۔ یہ قصہ اندرونی فضا کو جگاتا ہے اور حادثات و واقعات کی تشریح کرتا ہے۔ یہ ناول نگار کے نظریات کے اظہار اور اس کے مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔

ناول میں مکالموں کی زبان عام فہم ہونی چاہیے اور ادبی خوبیوں سے مزین ہونی چاہیے۔ "خواب کہانی" میں مکالموں کی انفرادیت سے انکار ممکن نہیں۔ ناول میں کرداروں کے مابین گفتگو حالات، واقعات اور کرداروں کے مطابق ہے اور متاثر کن بھی ہے۔

ناول میں زمان و مکان کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اس کے تعین سے واقعات کے بیان، کردار کے افعال کی توجیہہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور ناول نگار بھی اپنے مقصد سے قریب تر ہو جاتا ہے۔(۸) جیسے ناول "خواب کہانی" میں زمان و مکان کی پیش کش، حالات و واقعات کی صورت حال تسلسل کے ساتھ ہے۔ کہانی کو آگے بڑھانے کے لیے واقعات میں ایک خاص ربط ہے۔ جب کہ 'خوابوں کی بستی' میں محض ایک مختصر دور کے مخصوص واقعات کی پیش کش ہے۔

ناول میں منظر نگاری ایک اہم جز ہے۔ ایک اچھا ناول نگار اپنے ناول میں منظر اور پس منظر کی اس طرح عکاسی کرتا ہے کہ کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ وہ معاشرے کی خوبیوں اور خامیوں سے پردہ اٹھاتے ہوئے موضوع سے متعلق ایسے ماحول کا نقشہ کھینچتا ہے، جس سے قاری مانوس ہوتا ہے اور اسے ذہنی تسکین ملتی ہے۔(۹) منظر نگاری کے ذریعے ناول کی کہانی میں تاثیر پیدا ہوتی ہے اس سے فرضی کہانی میں بھی حقیقت کا رنگ بھرا جاتا ہے۔

فردوس انور قاضی کے ناول میں جب کردار گفتگو کرتے ہیں اُس وقت کا ماحول اور منظر کشی بھرپور ہوتی ہے۔ قدرتی مناظر کے حسن کا بیان نہایت دل کش انداز میں کیا گیا ہے۔ ناول میں قدرتی مناظر کا بیان ہو یا جامعات میں طلبہ تنظیموں کا ماحول، ٹرین کا سفر ہو یا رات کی تاریکی میں اُبھرنے والی آوازیں، ہر منظر کو اس کی حقیقت کے مطابق عکس بند کر کے ناول میں تاثر پیدا کیا ہے۔ ان کے دونوں ناولوں میں مناظر ماحول کے مطابق پیش ہوئے ہیں:

> "اندھیرے نما اجالے میں چنبیلی کی بیل میں لگے ہوئے سفید پھولوں کے گچھے چمک رہے تھے۔ رباب نے اچٹتی ہوئی نگاہ ان پر ڈالی اور اوپر دیکھنے لگی۔ سیاہ گہرے تہہ در تہہ بادلوں میں ایک جانب روشنی کی جھلک تھی جیسے پگھلی ہوئی چاندی، سیاہی کی دبیز تہہ کو کاٹ کر باہر باہر آنے کی کوشش کر رہی ہو۔"(۱۰)

ناول میں عام طور پر سادہ اور دل نشین انداز بیان کو پسند کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس کے مخاطب عوام ہوتے ہیں لیکن سادگی میں پرکاری، سلاست میں لطافت اور ادبی چاشنی ہونا ضروری ہے۔(۱۱)

فردوس انور قاضی کے ناولوں میں بھی اسلوب بیان کی خوب صورتی کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ جذبات نگاری کے فن سے بخوبی واقف ہیں۔ انھوں نے ناول میں جذبات اور احساسات کی عمدہ عکاسی کی ہے۔ ایک اچھا ناول صرف ماضی کی تاریخ اور حال کا ترجمان ہی نہیں ہوتا بلکہ اس میں مستقبل کے امکانات بھی پوشیدہ ہوتے ہیں اور وہ حیات نو کے لیے ایک پیغام لے کر سامنے آتا ہے اور ایسے جذبات اُبھارتا ہے جو

زندگی کو بہتر بنانے میں معاون و مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔"خواب کہانی" میں ڈاکٹر فردوس نے بھی ناول میں مقصدِ حیات کو مدنظر رکھتے ہوئے معاشرے کی برائیوں کا مثبت سدباب ڈھونڈا ہے۔ عوام الناس کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس ناول کے موضوع سے ہی فکر و فن کی گہرائی نظر آتی ہے۔ناول میں اصلاحِ ذات کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کا عنصر بھی نمایاں ہے۔ناول کے کردار زندہ ہیں جن کے اندر عمل کی صلاحیت ہے اور انقلابی رجحان رکھتے ہیں۔ نہ صرف کردار نگاری بلکہ ناول کی زبان و بیان، طرزِ اظہار، ناول میں کرداروں کے پس منظر میں موجود کہانیوں میں انفرادیت اور اصلاحی پہلو نمایاں ہے۔ زبان میں ادبی شان، طنز و مزاح اور اخلاقی سطح پر زوال پذیر معاشرہ پر طنز و موجود ہے۔ناول میں دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اصلاحی پہلو نمایاں رہتا ہے۔ناول میں رومانی عناصر کم ہیں مگر ہیرو، ہیروئن کے مابین رومانی کیفیات کا اظہار عشق کی معنویت سمجھا جاتا ہے۔ان کے یہاں کردار نگاری کی اعلی صلاحیت پائی جاتی ہے چونکہ وہ ایک بامقصد ناول تحریر کر رہی تھیں انھوں نے کرداروں کی حرکات و سکنات، مزاج، عمل اور رویوں پر گہری نظر رکھی۔

جزیات نگاری کی بات ہو تو فردوس انور قاضی اس میں ایک کمال رکھتی ہیں۔ کوئی بھی واقعہ، شخصیت، صورتحال، مکالمے، منظر یا خواہشات و خیالات کا سلسلہ، ہر تصویر اپنے پورے خدوخال کے ساتھ اس طرح واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ قاری خود کو اس ماحول میں گم ہو پاتا ہے۔ ان کے ناول میں آزادیِ نسواں واضح انداز میں نظر آتی ہے۔اور آزادیِ اظہار کی بھی قائل ہیں۔ناول کے نسوانی کردار میں آزادیِ اظہار کی قوت بھی نظر آتی ہے۔ناول کے نسوانی کردار ایک جیتے جاگتے اور خود مختار کردار کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ناول میں مرکزی کردار رباب کا ہے اور رباب کسی بھی معاملے میں مردوں سے پیچھے نہیں۔ وہ ناول میں دکھائی جانے والی تحریک کا بالکل ایسا ہی حصہ ہے جیسے تحریک کا آغاز کرنے والے مرکزی مردانہ کردار۔ رباب کا کردار ایک ایسی نوجوان لڑکی کا ہے جو نہ صرف باہمت ہے بلکہ اس کی معاملہ فہمی، مسلسل محنت کسی بھی طرح کسی مرد کے مقابلے میں کم نہیں۔

ماضی میں لکھی جانے والی تحریروں میں رومانیت چھائی ہوئی تھی، ترقی پسند تحریک کے دور عروج میں حقیقت نگاری کو فروغ حاصل ہوا اور سماج کے بہت سے اہم اور پیچیدہ مسائل بھی فن کی حدود میں داخل ہونے لگے۔ فردوس انور قاضی نے حقیقت نگاری میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہیں کی، وہ بلاخوف و خطر سچ کا اظہار ادبی پیرائے میں کرنے پر مہارت رکھتی ہیں۔ وہ جاگیردار اور سرمایہ دار طبقے کے خلاف آواز اٹھاتی ہیں انھیں کرداروں کی شکل میں بے نقاب کر کے معاشرے کی حقیقی تصویر دکھاتی ہیں۔ان کے ناول میں تاریخی فضا بالخصوص تحریکِ آزادی کے واقعات اور پس منظر کے ساتھ حالیہ سیاسی و سماجی صورتِ حال کو پیش کر کے ایک منفرد امتزاج سامنے آتا ہے۔ ماضی کے دریچوں میں کردار کا بار بار تصور کہانی کے تاثر کو مزید گہرا کرتا ہے۔

ڈاکٹر فردوس نے بے حد توازن سے عصر حاضر کی سیاسی، سماجی اور معاشرتی زندگی کو رومانیت کی چاشنی سے آمیز کر کے ناول کی دل چسپی میں اضافہ بھی کیا ہے اور بغیر کسی اکتاہٹ کے پڑھنے کے قابل بھی بنا دیا ہے۔ ان کے ناول کا ہر کردار زندگی سے مقابلہ کر رہا ہے اور اس کے حسین مستقبل کے خوابوں کا سلسلہ کبھی نہیں ٹوٹتا یہ قوت ان کے ناولوں میں عمل اور جستجو کا موقع عطا کرتی ہے، قومی یک جہتی کا پیغام اور اس پر عمل کا حوصلہ دینا ڈاکٹر فردوس کا قابلِ قدر عطیہ ہے۔

"خواب کہانی" شائع ہونے کے بعد ادب میں یقیناً ایک بہترین اضافہ ہے۔ شفیق احمد شفیق "خواب کہانی" پر کچھ اس انداز سے تبصرہ کرتے ہیں:

> "فردوس انور قاضی بدترین حالات کی سچی عکاسی کے باوجود نہ خود مایوس ہوئی ہیں اور نہ اپنے قارئین کو مایوس کیا ہے اور یہ عندیہ دیا ہے کہ

؎ رات جتنی سنگین ہو گی صبح اتنی ہی رنگین ہو گی

فردوس کا یہ ناول "یوٹوپیا" (Utopia) مثالی تخلیق ہے۔ یہ "یوٹوپیا" صرف مصنفہ کا خواب نہیں ہے بلکہ ہر محب وطن پاکستانی کا خواب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصنفہ نے اس ناول کا عنوان "خواب کہانی" رکھا ہے۔ خدا کرے یہ "خواب کہانی" جلد "حقیقی کہانی" بن جائے۔"(۱۲)

ڈاکٹر فردوس انور قاضی کا کمال ہی یہ ہے کہ قاری انھیں پڑھتے پڑھتے ان کی تحریروں کا حصّہ بن جاتا ہے۔

یہ بات کافی حد تک درست ہے کہ "خواب کہانی" ایک معاشرتی، اصلاحی، سیاسی اور نظریاتی ناول ہے۔ مختلف سیاسی موضوعات پر لکھے جانے والے ناولوں کے مطالعے کے بعد جائزہ لیا گیا تو ڈاکٹر فردوس کے ناول میں کرشن چندر کے ناول "جب کھیت جاگے" سے مماثلت نظر آئی جس میں سرمایہ دارانہ نظام کو موضوع بنایا گیا اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف "کسان تحریک" کا ذکر موجود ہے۔

پریم چند کے ناول "میدانِ عمل" میں بھی تحریک آزادی کی جدوجہد بھرپور انداز میں پیش کی گئی ہے۔ ڈاکٹر فردوس کے ناولوں میں یک جہتی تحریک "میدانِ عمل" کی تحریک کی طرح انقلابی تبدیلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لیکن تحریک کی مماثلت کے علاوہ دونوں ناولوں کا اپنا جدا انداز ہے۔ ناول "خوابوں کی بستی" اور "خواب کہانی" میں پاکستان کی خصوصاً سندھ کے شہری علاقوں کی سیاسی کش مکش کو واضح کیا گیا ہے۔ انتظار حسین کے ناول "آگے سمندر ہے" میں بھی پاکستان کی سیاسی، اقتصادی اور سماجی کش مکش اور کراچی کے عوام کے مسائل موجود ہیں۔ ہجرت کے مسائل، نامساعد سیاسی حالات اور سیاسی تحریکات کی موجودگی ظاہر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ شوکت صدیقی کا ناول "خدا کی بستی" سب سے اہم ہے۔ ڈاکٹر فردوس کے ناول پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مرکزی خیال "خدا کی بستی" سے ہی ماخوذ ہے اور عنوان بھی اس ناول کے مماثل ہے۔

مجموعی طور پر "خوابوں کی بستی" یا "خواب کہانی" کی موضوعاتی، نظریاتی مماثلت شوکت صدیقی کے ناول سے زیادہ ہے۔ لیکن ڈاکٹر فردوس نے کسی بھی ناول نگار کی پیش کش کے انداز کو اپنے انداز پر حاوی نہیں ہونے دیا۔ سیاسی نظریاتی ناول میں حالات و واقعات عموماً ملتے جلتے ہوتے ہیں لیکن اسلوب اور اندازِ بیان ناول نگاروں کو ایک دوسرے سے منفرد بناتے ہیں۔ اس لحاظ سے ڈاکٹر فردوس کے ناول میں سماجی حقیقت نگاری، اصلاحی پہلو، تحریک کے متحرک کردار سب منفرد ہیں اور عصری تقاضوں کے پیش نظر ان کی سیاسی اپروچ سب سے الگ نظر آتی ہے۔

ان کا یہ ناول نہ صرف تاریخ سے قریب تر ہے بلکہ بہ یک وقت کئی رجحانات کا حامل بھی ہے۔ حقیقت پسندی، رومانی، سماجی، اخلاقی، علمی اور اصلاحی رجحانات "خواب کہانی" میں ضم ہیں۔

ناول میں اصلاحِ ذات کے ساتھ ساتھ اصلاحِ معاشرہ کا عنصر بھی نمایاں ہے۔ ناول کے کردار زندہ ہیں جن کے اندر عمل کی صلاحیت ہے، انقلابی رجحان رکھتے ہیں۔ "خواب کہانی" محض ایک کہانی نہیں ہے بلکہ زندگی کو کسی نیک اور خاص مقصد کے تحت گزارنے کا عزم ہے۔ اگر زندگی میں کوئی مقصد، کوئی نصب العین ہو تو زندگی کی لایعنیت ختم ہو کر معنویت کے انوکھے رنگ جینے کی تمنا پیدا کر دیتے ہیں۔ معاشرے میں پھیلی ناسور کی مانند برائیاں اور مسائل، اربابِ اختیار کے ظالمانہ رویوں کے معاشرے پر اثرات اور ان کے خلاف تحریک کی کوششیں بہت عمدگی سے اس ناول میں دکھائی گئی ہیں اور وہ طریقے سمجھائے گئے ہیں۔ جن کے ذریعے ایک جاہل اور تعفن زدہ معاشرے میں انقلاب لایا جا سکتا ہے۔

ناول اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس میں نوجوان نسل کی اصلاح کے لیے بھرپور فکری اور تخلیقی توانائی صرف کی ہے۔ زندگی کا مقصد سمجھایا گیا ہے۔ ظلم کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قائد اعظم نے نوجوانوں کو مستقبل کا معمار کہا اور اس ناول کی کہانی میں بھی نوجوانوں کو ظالم حکم

رانوں کے خلاف ہمت اور حوصلے سے مقابلہ کرتا دکھایا گیا ہے۔ نہ صرف کردار نگاری سے بلکہ ناول کی زبان و بیان، طرزِ اظہار، ناول میں کرداروں کے پس منظر میں موجود کہانیوں میں انفرادیت اور اصلاحی پہلو نمایاں ہے۔ یہ ناول مکمل طور پر اصلاحی ناول کہا جا سکتا ہے:

> "دیکھو یار یہ زندگی تو بہ ہر حال گزارنی ہے۔۔۔ احمق لوگوں کی غلامی کر کے جلتے کڑھتے گزارو۔۔۔ بیمار ہو جاؤ۔۔۔ اور پھر مر جاؤ یا اپنے دکھ میں گھل گھل کر مرنے کی بجائے دوسروں کے دکھ بانٹو۔۔۔ یہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔۔۔ علی کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا پھر کہنے لگا: میں نے سوچ لیا ہے۔۔۔ اب ہمیں کام کرنا ہے۔ ہمیں اندھیروں کو دور کرنا ہی ہوگا جن کے سبب اس مملکت میں لوگوں کی اکثریت تکلیف سے گزر رہی ہے۔ ہم نے اپنی قوم کے مستقبل کو روشن کرنے کے لیے جو دیا جلایا اسے اب بجھنے نہیں دینا ہے۔"(۱۳)

ایک اچھے ناول کے سارے اجزائے ترکیبی اس میں کچھ اس طرح مربوط ہیں کہ فنی طور پر مکمل اکائی کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ "خواب کہانی" کے منفرد اور مثبت کردار، واقعات کی فنی اور منطقی پیش کش اور خاص طور پر انسانیت کا درد، وطن کی محبت، ایثار و قربانی کے جذبے خوب صورت منظر نگاری اور اسلوب کی چاشنی غرض وہ سارے عناصر جو کسی بھی ناول کو آفاقی بنا سکتے ہیں اس میں فنی مہارت سے پیش کیے گئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) نگینہ جبیں، اردو ناول کا سماجی اور سیاسی مطالعہ ۱۹۴۷ء اور اس کے بعد، کیشو پرکاش، الہ آباد، ۲۰۰۲ء، ص:۱۴

(۲) نیلم فرزانہ، اردو ادب کی خواتین ناول نگار، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص:۱۶۸

(۳) عظیم الشان صدیقی، اردو ناول آغاز و ارتقا (۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۴ء) ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۸ء، ص:۳۰۔۳۱

(۴) ایضاً، ص:۳۳

(۵) ایضاً، ص:۳۴

(۶) محمد رفیق خان، پروفیسر، ڈاکٹر فردوس انور قاضی کی خواب کہانی: تنقیدی جائزہ (مضمون) مشمولہ: ماہنامہ الحمرا، لاہور، مارچ ۲۰۲۴ء، ص:۶۳

(۷) احسن فاروقی، ڈاکٹر، ناول کیا ہے؟، الکتاب آرام باغ روڈ، کراچی، ۱۹۵۶ء، ص:۳۰

(۸) عظیم الشان صدیقی، اردو ناول آغاز و ارتقا (۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۴ء) ص:۳۴

(۹) محمد افتخار شفیع، اصناف نثر، کتاب سرائے، بیت الحکمت، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص:۳۱

(۱۰) فردوس انور قاضی، ڈاکٹر "خواب کہانی"، انشاء مطبوعات، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص:۵۹

(۱۱) عظیم الشان صدیقی، اردو ناول آغاز و ارتقا (۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۴ء) ص:۴۱

(۱۲) شفیق احمد شفیق، خواب کہانی سب کی کہانی (تبصرہ) مطبوعہ: سہ ماہی انشا، حیدرآباد، شمارہ (۱۱۹۔۱۲۰) جولائی تا دسمبر ۲۰۲۲ء، ص:۱۸

(۱۳) فردوس انور قاضی، ڈاکٹر "خواب کہانی"، انشاء مطبوعات، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص:۲۱۶

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Nageena Jabeen, Urdu Novel ka samaji aur siyasi mutala 1947 aur as kay baad, Keesho Parkash, Ila Abad,2002, P:14
2. Neelam Farzana, Urud Adab ki Khawateen novel Nagar, Fiction House, Lahore, 2017, P:168
3. Azeem-Ul-Shan Siddiqui, Urdu Novel Aghaza-o-Irtiqa (1857-1914) Educational Publishing House, Delhi, 2008, P:30-31
4. Ibid, P:33

5. Ibid, P:34
6. Muhammad Rafiq Khan, Professor, Dr. Firdous Anwar Qazi ki "Khawab Kahani", Tanqeedi Jaiza (Mazmoon) Mashmoola: Mahnama Al-Hamra, Lahore,March 2024
7. Ahsan Farooqi, Dr, Novel kya hai? Al-Kitab, Aaram Bagh Road,Karchi, 1965, P:30
8. Azeem-Ul-Shan Siddiqui, Urdu Novel Aghaza-o-Irtiqa(1857-1914) Educational Publishing House, Delhi, 2008, P:34
9. Iftakhar Shafi, Mohammad, Asnaf-e-Nasar, (Lahore: Kitab saraiy bait-ul-Hakmat, 2012, P:31
10. Firdous Anwar Qazi, Dr, Khuab Kahani (Karachi: Insha Matbuaat, 2021) P:259
11. Azeem-Ul-Shan Siddiqui, Urdu Novel Aghaza-o-Irtiqa (1857-1914) Educational Publishing House, Delhi, 2008, P:41
12. Shafiq Ahmed Safiq, Khawab Kahani Sub ki Kahani (Tabsara) Matbua She Mahi Insh, Hyderabad, Shumara (119-120) July & December 2023, P:18
13. Firdous Anwar Qazi, Dr, Khuab Kahani (Karachi: Insha Matbuaat, 2021) P:216